

گاتا جانجارا

ساقی لیلیاوی



کاتاکا جانے بنجارا

ساکر
لڈھیانوی

© ساکر لڈھیانوی

ناشر :

پنجابی یسٹک بھنڈار

دریہ کلاں، دہلی ۷۷

قیمت ۲/۵۰ روپے

لائسنس ایڈیشن

اگست ۱۹۳۳ء (۱۹۳۹ء)

طابع : ۵۱۱۹

پرنٹنگ پریس، دہلی ۷۷



The Writer

اشکوں میں جو پایا ہے وہ گیتوں میں دیا ہے
 اس پر بھی سنا ہے کہ زمانے کو گھلا ہے
 جو تار سے بگلی ہے وہ دھن سے بگلی ہے
 جو ساز پر گزری ہے وہ کس دل کو پڑے ہے
 ہم بھول گیا اوروں سے لئے لائے میں جو بہو
 اپنے لئے لے دے سے بس ایک داغ ملا ہے



بھرم تیری وفاؤں کا مٹا دیتے تو کیا ہوتا
 ترے چہرے سے ہم پروا ہٹا دیتے تو کیا ہوتا
 محبت بھی تجارت ہوئی ہے اس دلمے میں
 اگر یہ راز دُنیا کو بتا دیتے تو کیا ہوتا
 تری امید پر بننے سے حاصل کچھ نہیں لیکن
 اگر یوں بھی نہ دل کو آسرا دیتے تو کیا ہوتا



دو شعر

کس کو خبر تھی کس کو یقیں تھا ایسے بھی دن آئیں گے
 جینا بھی مشکل ہوگا اور مرنے بھی نہ پائیں گے
 ہم جیسے برباد دلوں کا جینا کیا اور مرنے کا کیا
 آج تری محفل سے اُٹھے کل دُنیا سے اُٹھ جائیں گے

مریسے سے بگڑی ہوئی تقدیر بنائے
 اپنے پہ بھروسہ تو یہ دائر لگائے
 ڈرتا ہے زلزلے کی نگاہوں سے بھلا کیوں
 انصاف ترے ساتھ ہے الزام اٹھائے
 کیا خاک وہ جینا ہے جو اپنے ہی لئے ہو
 خود مٹ سکے کسی اور کو مٹنے سے بچائے
 ٹوٹے ہوئے پیوار میں کشی کے تو غم سہا
 باری ہوئی باہول کو ہی پیوار بنائے



تم نہ جانے کس جہاں میں کھو گئے
 ہم بھری دنیا میں تہا ہو گئے
 موت بھی آتی نہیں آس بھی جاتی نہیں
 دل کو یہ کیا ہو گیا کوئی شے بجاتی نہیں
 ایک جاں اور لاکھ غم گھٹ سے رو جائے نہ دم
 آؤ تم کو دیکھ لیں ڈوبتی نظروں سے ہم
 تم نہ جانے کس جہاں میں کھو گئے
 ہم بھری دنیا میں تہا ہو گئے



جیوں سے غم میں رہی لئے میں بچھڑ جانے کو
 اور وہ جلتے ہیں یادیں تہائی میں تڑپانے کو
 روبرو سے انہی راہوں میں کھونا چڑا اک اپنے کو
 سنسن نہیں کے انہی راہوں میں اپنا یا تھا بگٹانے کو
 اب ساتھ نگہ کریں گے ہم، لیکن یہ فضا داری کی
 دھڑاتی سبھہ گی برسوں بھولے ہوئے خستہ کو
 تم اپنی نئی دنیا میں کھو جاؤ پر اسے بن کر
 جی پائے تو ہم جی میں گئے مرنے کی سزا پائے کو



یہ بیداروں کا سماں چاند تاروں کا سماں
 — کھونہ جائے آج بھی جا
 آسمان سے رنگ بن کر سیر رہی ہے چاندنی
 بے زبانی کی زباں سے کہہ رہی ہے چاندنی
 جاگتی روت ناگہاں سو نہ جائے آج بھی جا
 رات سے ہمراہ دھلتی جا رہی ہے زندگی
 شمع کی صورت گھلتی جا رہی ہے زندگی
 روشنی بکھڑ کر دھواں، ہونہ جائے آج بھی جا
 آؤرا سنیں کر چکا ہوں میں سچا ہیں ڈال سے
 دیر کی ترسی ہوئی بانہوں میں بانہیں ڈال سے
 حسرتوں کا کارواں، کھونہ جائے آج بھی جا



میں نہیں کھو کر دیکھے دل کی دُعا سے اور کیا مانگوں
میں چراں ہوں کہ آج اپنی وفا سے اور کیا مانگوں
گریباں چاک بنے آنکھوں میں آنسو لب آہیں ہیں
یہی کافی ہے دنیا کی ہوا سے اور کیا مانگوں
مری بربادیوں کی داستانِ کٹکتی بجی جائے
ہوا اس سے محبت کے خدا سے اور کیا مانگوں



بول نہ بول اے جانے والے سن تو بے دیوانوں کی
اب نہیں رہی جانی ہم سے یہ حالت امانوں کی
حسن سے کھلتے پھول ہمیشہ سبزِ دہلی کے ہاتھ بچے
اور چاہت کے سوا لوں کو دھول پی ویرانوں کی
دل کے ہازک جذبوں پر بھی رات ہے سوئے چاند کی
یہ دنیا کیا قیمت دے گی سادہ دل انسانوں کی



پچھلا ہے سونا دور گن پر پھیل رہے ہیں شام کے سائے
 خاموشی کچھ بول رہی ہے
 بھید لڑکے کھول رہی ہے
 پنکھ کچھ دھوک میں گم ہیں پیر کھڑے ہیں میں ٹھکانے
 پچھلا ہے سونا دور گن پر پھیل رہے ہیں شام کے سائے
 دھندلے دھندلے ست نکار
 اڑتے بادل ٹڑتے دھاریے
 ٹھپ کے نظریے جانے کیس نے رنگ بچھلے کھل رہے
 پچھلا ہے سونا دور گن پر پھیل رہے ہیں شام کے سائے
 کوئی بھی اس کا راز نہ جانے
 ایک حقیقت لکھ فسانے
 ایک ہی جلوہ شام سویرے ہمیں بدل کر سامنے آئے
 پچھلا ہے سونا دور گن پر پھیل رہے ہیں شام کے سائے



عمر خیام

معتد کا کھاٹا نہیں آئو یہاں سے
 یہ وہ جونی ہے جو ہو کر رہے گی ہر پہاں سے
 اگر جینے کی خواہش ہے تو رستوں کی طرح جی سٹے
 کہ مغل ہوش کی سوتی پڑی ہے اک نٹانے سے

رقاصہ

چلتی انگلیں کہیں سونہ جائیں
 یہ سبیں یہ شامیں پڑھیں کھونڈ جائیں
 کوئی سنا لے لے کوئی شام لے لے
 جوانی کے سر کوئی الزام لے لے



غزلیہ:

پرہیزم! یہ ہوا، یہ رُت سہانی پھر نہ آئے گی
 اورے او بیٹے دلائے زندگانی پھر نہ آئے گی
 کوئی مسرت نہ رکھ دل میں نہ دیتا چاروں کی ہے
 جوانی موتِ دریا ہے، جوانی پھر نہ آئے گی

رقاصہ:

ننگا ہیں جا، اور اک جام لے لے
 جوانی کے سر کوئی الزام لے لے
 مٹا ہوا کے سائے میں پتی ہے جنت
 حسینوں کے ہوا، جنتی ہے جنت
 حسینوں کے پہلو میں آرام لے لے
 جوانی کے سر کوئی الزام لے لے



جائیں تو جائیں کہاں

بجے گا کون بیابانِ دردِ بھرے دل کی زباں
 جائیں تو جائیں کہاں
 مایوسیوں کا مجمع ہے جی میں
 کیا رہ گیا ہے اس زندگانی میں
 رنج میں غمِ دل میں مٹواں
 جائیں تو جائیں کہاں
 اُن کا بھی غم ہے، اپنا بھی غم ہے
 اب دل کے بچنے کی اُمید کم ہے
 اک کشتی، سو طوفاں
 جائیں تو جائیں کہاں



غم کیوں ہو؟

جیسے دلوں کو جیتے جی مرنے کا غم کیوں ہو؟
شونہ لیوں پر آہیں کیوں ہوں انکھوں میں غم کیوں ہو؟
آج اگر گلشن میں گل کھلتی ہے تو گل مر جاتی ہے
پھر بھی گل کر سبستی ہے اور شب سے چن بھاتی ہے

غم کیوں ہو؟

کل کا دن کس نے دیکھا ہے آج کا دن ہم گھڑی کی گول
جن گھڑیوں میں نہیں تکتے ہیں ان گھڑیوں میں دیکھ کر گول

غم کیوں ہو؟

کائنات جاسی سے ترانے ٹھنڈی آہیں بھرنا کیا؟
موت آئی تو مریگی میں گئے سوت پہلے مرنا کیا؟

غم کیوں ہو؟



مُڑتی رات ہے ستارے ہیں
آج دونوں جہاں ہمارے ہیں

صبح کا انتظار کون کرے

پھر یہ رُت، یہ سال بٹے نہ بٹے
آرزو کا چین نکھلے نہ کھلے

وقت کا اعتبار کون کرے

لے بھی لو ہم کو اپنی ہانہوں میں
روح بے چین ہے نگاہوں میں

البتہ بار بار کون کرے



نظرتوں میں سائے وہ مدح و تحقیر سے ہے
 وفا کی دنیا میں آئے وہ وفا کی موت سے ہے
 کھڑی ہوں میں تیرے رستے میں جو امیدوں سے بھول کے
 محبت کی زبانوں سے کہتی تھیں کہ تیرے لئے ہے
 سوائقی آرزو کے دل میں کوئی بھی آرزو نہیں ہے
 ہر ایک جذبہ ہر ایک دھڑکن ہر ایک حسرت تم سے لئے ہے
 مرے حیا کو رکھ کر اپنی دل سے تیرا کب کر سکرنے والے
 ہزار خوابوں سے جو کب سے وہ اک حقیقت تم سے ہے



میں نے یہ درستہ دل کی تمنا کی تھی
 بھوکوں کو روک کر سیرتوں کے سوچے نہ ملا

میں نے تمہیں جسے پہاڑ کی محفل نہ ملی
 وہ مسرتوں سے کوئی بھی منزل نہ ملی
 زخم پہ ہے میں بہاؤں کی تمنا کی تھی
 میں نے یہ نہ اور سستوں کی تمنا کی تھی
 کسی میسوسنی آنکھیں کا سہارا بھی نہیں
 اس سے یہ کوئی دھندلا ساساں راہی نہیں
 دینے غموں سے نکلناؤں کی تمنا کی تھی
 میں نے یہ نہ اور سستوں کی تمنا کی تھی
 دل میں نہ کام امیدوں کے سیرے پاسے
 کوئی جیسے کوئی نہ اندھ سیسے کے پاسے
 رنگ و رو سے دھاروں کی تمنا کی تھی
 یہ سے یہ درستہ دل کی تمنا کی تھی

— ۲ —

میں نے چاند رستاروں کی تمنا کی تھی
مجھ کو راتوں کی سیاہی کے سوا کچھ نہ ملا

میری راجوں سے جبرائیل نہیں رہیں کی

تج بدی نثراتی میں لنگا ہیں اُن کی

جن سے اس دل نے بہاروں کی تمنا کی تھی

میں نے چاند رستاروں کی تمنا کی تھی

پیارا لنگا دوسرے ہوئے رات بے

چہین چاند کو اُن سے ہوئے طوفان بے

دوستوں کے کناروں کی تمنا کی تھی

میں نے چاند رستاروں کی تمنا کی تھی

★

زور لگا کے — مینا

پیر کا کے — مینا

جان لڑا کے — مینا

آنکھ میں ٹپکی بنے بغیر تیرن کی لگائے

ار فوں اور آشاؤں کے بھون دے بیٹے

مہول لکچیں رستہ دیکھے متا خیر منائے

زور لگا کر جھنجھوٹ بھیرے جھل دے پائے

مینا —

زور لگا کے — مینا

پیر کا کے — مینا

جان لڑا کے — مینا

مہم جھمبے اپنے پر چوں فوں کے سب

بہری اپنی بھون ہیں دریا دل ہمسائے

بل اور جل میں جہنم پناہ کی لڑی کیا لڑی

اپنی ہمت کبھی نہ ڈٹے رُت اے رُت کا

مینا —

زور لگا کے — بتیا

پڑھا کے — بتیا

جان لڑ کے — بتیا

کیا جسک سا گرُٹے سب ہر جہاں
بھوک سروں پر منڈا لے کر کھوئے پر پھیرا
آج بلا سوا پتی پونجی گل کی پائتہ پر اسے
تھی ہوئی بابل سے کہہ دو فوقِ زمانے پاتے

بتیا —

نفر لگا کے — بتیا

پڑھا کے — بتیا

جان لڑ کے — بتیا



اسے دل زباں نہ کہوں مرنے دیکھ لے

کسے چھوڑ دے دل مرنے دیکھ لے

جسے جگہ کا سنیں — کیوں کی — نہیں

یہ نئے میں تھوڑی دیریں سب پادشاہی میں

کس قدر ہر گول مرنے دیکھ لے

سے اس زباں نہ کہوں مرنے دیکھ لے

کشتی کے تھوڑے کشتی کے تھوڑے

رکھ سکیں نہ لے کر چھوڑ دے کیسے یہ ساری چھوڑ دے

ڈھون کا یہ پولا نہ بٹ دیکھ لے

اسے دل زباں نہ کہوں مرنے دیکھ لے

مان لے جس کی بات کو دل بھولے کلہ رست کو

چھوڑ دے یہ کوئی بے سہارہ یہ زباں کس کو کیا دل

تراز و ذرا کا جھون مرنے دیکھ لے

اسے دل زباں نہ کہوں مرنے دیکھ لے



بدادِ رحمتِ ربی کہستم میں نئے میں ہوں
 کچھ تو کوئی برشِ زخم میں نئے میں ہوں
 سینے پہ جو ان کاغذوں کا گہر ہے
 آیا ہوں آج اپنی جوانی کو بار کے
 کہتے ہیں بگڑے قدم میں نئے میں ہوں

وہ بے وفا ہیں اب بھی یہ دل ماننا نہیں
 کم نجات مانا کچھ ہے انہیں جاننا نہیں
 میں تو زردوں کا بھرم میں نئے میں ہوں

فرصت نہیں ہے رتنے رٹانے کے واسطے
 آگے نہ نکلنے کی یاد دہانے کے واسطے
 سن وقت دل کا درد ہے کہ میں نئے میں تو

نہی نہ سنے گی جہاں پر گل وہیں ہے
 کہ توئی نہیں سب
 خط یہ بھی وہی و زخات بھی وہی ہیں
 تو موشِ نعل و سہ کے شات بھی وہی ہیں
 کہنے کو تو سب کچھ ہے مگر جو بھی ہے یہ ہے
 ہر شک یہ محو ہوں غریبوں کی جھکٹ
 سنا سن یہ بھی مونی غلوں کی کسکٹ
 توپ ہے یہ بھی ہر تلوار میں ہے
 حسرت نہیں ارمان نہیں اس نہیں ہے
 یادوں کے سو کچھ بھی مسے پاس نہیں ہے
 یادیں کجا ہیں یہ مایہ کی گولش ہے

جسے تو قبروں کے لئے وہ دیکھا ہے وہ

ترے دل کو جو بھی ہے وہ مہر کا ہے وہ

میں وہ چھوٹا ہوتا ہے کون سا

میری عمر بھر بھی ہے مے نسوں میں مے

جو بہار بن کے بہے وہ گل کے گل

تجھے درنہ تنہا تجھے تیسری آرزو ہے

ترے دل میں تیری عمر ہے مے دل پر تیری

جو دلوں کو چین لے لے وہ دیکھا ہے وہ

میری بات ہے یہ مے مے ہے ترے

بھی موت کی جو مائی تو نہ پائی اسکے درے

جو مے مے کے لئے وہ دیکھا ہے وہ



نہ کو ٹھکنے کی عمر چھپ گئی ہو

تم ابھی تجھے یہاں

میرے چہرے میں اس نے دیکھی تھیں

بھینے بھینے نظر اس نے دیکھی تھیں

تم کو دیکھنے کی زندگی آگے

تم ابھی تجھے یہاں

میں اس کی خوشبو ہواؤں میں ہے

میں تیرے دل کی پٹ لفظوں میں ہے

ابھی شاخوں میں تیرے چہرے سے نشانی

تم ابھی تجھے یہاں

تم جہد ہو کے اب میری رہو میں ہو

عزیم شکون میں ہو سرو آہوں میں ہو

پانہ میں جھلسکتی ہیں پرچہ نیاں

تم ابھی تجھے یہاں



تم نے کتنے پسند کیجے ہیں نے کتنے گریست کیے
اس دنیا سے غور کیا کین دل کی دھڑکن کون نے

سر نہ کی تو اپنے سر کو دھنسنے لے لاکھوں پائے
نفسوں کی کھلتی تھیوں کو چنے لے لاکھوں پائے
کہ ہو دل جن میں کرو انگھڑے کوئی چنے
خیمہ کتنے پسند کیجے ہیں نے کتنے گریست کیے
رواؤں کے سونے گھڑیں ہر بہت بھائی نکل
دل نے جب نزدیک دیکھا مورت کی کجی نکل
برجیل گھڑیاں گھنٹے گھنٹے مددے ہو گئے رے گھنٹے
تم نے کتنے پسند کیجے ہیں نے کتنے گریست کیے



آج جن کو بہت تک جاو نہم پہل ہو جائے
ہم سے کی پڑاویک گنی شیتاں ہو جائے
کتنے لاکھ تین سو سے مرن کی تین سو سے مرن کی تین سو سے
کیسی لاکھ پانچ کیسی جاگی یہ لکھی اچھا دھروہن نہیں پائے
پریم سدھ تھی برسا دو جب مل تھل ہو جائے
آج جن کو بہت تک جاو نہم پہل ہو جائے
کی تھیں تہ ہی جیسے سو سے مرن بھٹے کیسی جیانی نہیں لگے بن کر
شکر دیکھے، میں نے دیکھ پیچ پیچے جائے ایک تانوں لگے بن کر
پریم سدھ تھی برسا دو جب مل تھل ہو جائے
آج جن کو بہت تک جاو نہم پہل ہو جائے
موسے اپنا بنا لوموری بانہ پکڑ میں مومن جنم جنم کی واسی
موری پیاس تجھ دو منہر دھڑ میں ہوں نہ جھٹ تک پیاسی
پریم سدھ تھی برسا دو جب مل تھل ہو جائے
آج جن کو بہت تک جاو نہم پہل ہو جائے



جاتے وہ کیسے گت تھے بن کے پر رکوپا
 مہ نے تو جب کھیلانگن کا نون کا بار
 خوشیوں کی مثال سو نہی تو خوشی عمر دہلی
 یہ بہت کے نئے پابے تو آہ سرد دہلی
 دل کے وجہ کو دونا کر گیا جو غمخوار
 بچہ رہا ہر ہاتھی دست کر پل دہلی کا ستون
 کس کو فریست بہت جو تھا دیو نوں کا ہاتھ
 ہمد کو اپنا سایہ تک اکسندہ بیستہ ارط
 اس کو بی جین کہتے ہیں تو بوی جی میں گئے
 افسانہ کر رہ گئے تب کی میں گئے سنو بیٹے
 غم ہے بے گھر نہ کیسا غم سویرہ



ت سے رہی فکرت جانا بھی کی نازل دور نہیں
 اہل کے جیسے تین میں لپو لپت رات کا لڑیا
 ظلم کا سینہ چوڑے دکھو تھا تک رہا بہت نیا سویرا
 اہلستان میں چوکسی دھاتا سویت محبوب نہیں
 صدیوں تک ٹپ ٹپ ٹپ سے بے ریا حق سے رہی
 جو کہ نہ کھل کے کرنا تہ جو کہ نہ صاف کہیں گے
 جیسے تہی گت گت کر رہا کی ٹپ کا دستور نہیں
 ٹوٹ گئی وہیں بچہ میں جانی لگی سونی قندیرین
 ٹوٹ پک پک پراوی لگی زخم لگی غم میں شمشیرین
 وہ نہیں سکتی دنیا میں جو سب کو منظور نہیں



ساتھی باتھ بڑھانا

ایک سیر تھک جانے کا دل کر جو بڑھانا
— ساتھی باتھ بڑھانا

جم محنت والوں غیب بھی مل کر قدم بڑھایا
سارے رستہ چوڑا پر رستہ سب سے نیچے
فولادی میں جسے اپنے فولادی میں بائیس
عصر یہ میں نوید کر دیں دنیا میں رہیں

— ساتھی باتھ بڑھانا

محنت اپنے سیکو کی رکھی محنت سے کیا ڈرن
کل غیور کی فطرت کی تھی خراب کرنا
اپنا آٹھویں کپ ہے ساتھی اپنا سیکو بھی ایک
نئی منزل رکھ کی منزل تیار ستر تک

— ساتھی باتھ بڑھانا

ایک سے ایک سے تو تھک رہا ہے دریا
ایک سے ایک سے تو تھک رہا ہے جہان
ایک سے ایک سے تو تھک رہا ہے زمین
ایک سے ایک سے تو تھک رہا ہے کسمپرسی

— ساتھی باتھ بڑھانا

مافی سے ہم مل سکایں موتی لائیں میں سے
جو کچھ اس گلی میں بنا ہے بنا سے بل سے
کب تک محنت سے چل میں دوست کی پیروی
باتھ بڑھ کر چین لوائے خوابوں کی تعبیر میں

— ساتھی باتھ بڑھانا



دو گانا:

۱۔ جہاں آپ کی آنکھوں میں نل کو بادیں تو؛
ب۔ ہم سوز کے چہرے کو اس دل کو سوز دیں تو؛

۱۔ زلفوں میں گونز میں سے ہم بھول جھٹکے
ب۔ زلفوں کو جھٹک کر ہم یہ بھول گردیں تو؛

۱۔ ہم آپ کو خوابوں میں لانا کے سستہ میں سے
ب۔ جہاں آپ کی آنکھوں سے میندیں ہی اڑاویں تو؛

۱۔ جہاں آپ کے قدم پر گریبان سے عشق کا کر
ب۔ اس پر بھی ہم اپنے تخیل کی بوریں تو؛

★

موت کبھی بھی مل سکتی ہے لیکن جیون کب نہ ملے گا
منے والے سوچ سمجھتے ہیں تجھ کو یہ مل نہ پائے گا
کون سا ایسا دل ہے جہاں میں کونہ کو نہ ملے
کون سا ایسا گھر ہے جس میں کونہ کی گھٹ مٹ نہ پائے
جو مل دینا بھلا ہے کیوں تجھ کو وہ مل نہ پائے گا
منے والے سوچ سمجھتے ہیں تجھ کو یہ مل نہ پائے گا
اس جیون میں کتنے ہی دکھ ہوں لیکن کونہ کی گھٹ مٹ نہ پائے
دل میں کونہ اراک ہے آنکھوں میں کونہ کی گھٹ مٹ نہ پائے
جیون نے یہ کیا تو دیکھ موت یہ بھی کبھی نہ ملے گا
منے والے سوچ سمجھتے ہیں تجھ کو یہ مل نہ پائے گا

★

جہنم کیا تو نے کہی
جہنم کیس نے سنی

بات کچھ بن ہی گئی

خدا ہٹ سی ہوں
نہ تھ ہٹ سی ہوں
وہ اپنے خوب گئی

بات کچھ بن ہی گئی

نہ تھ ہٹ سی ہوں
نہ تھ ہٹ سی ہوں
نہ تھ ہٹ سی ہوں

بات کچھ بن ہی گئی

زلف شانہ پہ مزی
یکہ خوشبو سی مزی
کھنکھے زکھی

بات کچھ بن ہی گئی

جہنم کیس نے سنی
جہنم کیس نے سنی
جہنم کیس نے سنی

ہن اچھے مٹوں کے تھے
ہم گندی مٹیوں میں پے

سوسو بھگے من پے
میل لورائی من پے
دکھ جیتے اٹھ اٹھ جیتے
میر جی جیتے جاتے پے

ہم دیکھ لڑنا سا رہے
ہم گندی مٹیوں میں پے

دنیائے فکریہ میں
بستوں نے پایا میں
مٹیں ماں مٹیں ہی پت
مٹیں مٹیں مٹیں ہی پت

کیوں آئے کیا کہے
ہم گندی مٹیوں میں پے

جہنم کیس نے سنی
جہنم کیس نے سنی
جہنم کیس نے سنی

دل میں کھٹکا چھو بھی نہیں
 تم کو پروا کچھ بھی نہیں
 چاہو تو کارہ کہو
 چاہو تو آوارہ کہو
 ہم ہی بُرے تم سب جو بچے
 ہم گندی ٹھیکوں میں پٹے



یہ مفلون یہ بختوں یہ تاجروں کی دنیا
 یہ افسانے دشمن سماجوں کی دنیا
 یہ دولت کے بھوکے وہ لوگوں کی دنیا

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

ہر اک جسم مکمل ہر اک روح پیاسی
 لٹکا ہوں میں الجھن دلوں میں وہ اسی
 یہ دنیا ہے یا عالم ہم پر حرا اسی

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

یہاں کتھو لاپتہ سال کی بستی
 یہ کتھو لاپتہ رہا ستوں کی بستی
 یہاں پر تو جیون سے ہے نوکستی

یہ دنیا اگر مل بھی ملے تو کیا ہے

جونی بیکتی ہے بیکار بن کر
جوان جسم بچتے ہیں بازار بن کر
یہاں پیار ہوتا ہے یو پار بن کر

یو نیا اگر مل بھی جائے تو کیل ہے؟

یو نیا جہاں تو ہی کچھ نہیں ہے
وفا کچھ نہیں دیتی کچھ نہیں ہے
جہاں پیار نہ ہے وہی کچھ نہیں ہے

یو نیا اگر مل بھی جائے تو کیل ہے؟

جلاوڑا ہے چونک ڈالو یہ ڈنیا
مرے سامنے ہے جلاوڑا ڈنیا
مبارک ہے تیری سب ویسا

یو نیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟



دو ہونڈی ساون کی

ایک ساگر کی چپ بند ہے دھوئی بن جائے
دو ہی گندے ہل میں گر کر پناہ گنوائے
کس کو مجرم سمجھے کوئی کس کو دوش لگائے

دو ہونڈی ساون کی

دو کھیاں گلشن کی

اک ہوسے کے یکے گندھے دھوئی بن جائے
اک ارنگی کی بھینٹ خرم اور دھوئی بن جائے
کس کو مجرم سمجھے کوئی کس کو دوش لگائے

دو ہونڈی ساون کی

دو سکھیاں بچپن کی

اک سنگھاسن پر بیٹھے اوسو پستی کہلائے
دو ہی اپنے سوپ کے کارن لگیوں میں پک جائے
کس کو مجرم سمجھے کوئی کس کو دوش لگائے

دو سکھیاں بچپن کی



دستِ جگر کبہ بہاں از حیرا

کس کے لئے دکا ہے سویرا

رہتی تھی سسکین ہوئی

صبحِ غمی ہی رنجیں ہوئی

غم نہ کر کر ہے بدلِ گنہگار

کس کے لئے دکا ہے سویرا

بہ پشکوہ نہ لانا شک پنا

حسنِ طرح بھی ہو کچھ دیر بقا

بہ کھڑنے کو ہے غم کا ڈیرا

کس کے لئے دکا ہے سویرا

یوں ہی دنیا میں تکررِ جہان

صرف آنسو پہ کر دجہان

مسکرت ہو چھٹی ہے تیسرا

کس کے لئے دکا ہے سویرا



عورت نے جنم دیا مردوں کو مردوں نے سے باز رویا

جب تک پہا مسل کچھ جب تک پہا دھنکا رویا

ملتی ہے کس دینا روں میں کہنی سے کہیں بازوں میں

فلکی نچوڑ جاتی ہے عینا تلوں کے دباؤں میں

پتھر و جہالت پتھر ہے جو پٹ جاتی ہے موت واروں میں

عورت نے جنم دیا مردوں کو مردوں نے سے باز رویا

مردوں کے لئے یہ ظلم روا عورت کے لئے واپس بھی خطا

مردوں کے لئے لکھو کچھ عین عورت کے لئے بھی کچھ جفا

مردوں کے لئے ہر پیش کا حق عورت کے لئے جیسا بھی سزا

عورت نے جنم دیا مردوں کو مردوں نے سے باز رویا

جن سینوں نے ان کو دودھ دیا ان سینوں کا بیج دیکھ

میں کو کھ میں ان کا جسم ڈھلا میں کو کھ کا کاروبار کیا

میں تن سے اچھے کو نہیں بن کر میں تن کو ذلیلِ خوار کیا

عورت نے جنم دیا مردوں کو مردوں نے سے باز رویا

دو دہائے بنائیں جو کہیں ہی کو حق کا فرق نہ کہے
 عہد کے ذوق ہیں کو قربانی اور بطور کہے
 حضرت کے بدلے دلی اور اس کو بھی حسان کہا

عہد تے چند دہ دو دہ کو دہ دہ تے سے باز آیا
 سنار کی سرائے بے شری غایت کی گزین پتی ہے
 چنگوں کی یہ سحر گزینی ہے ناقول سے جواز غلطی ہے
 دودھ کی بوس ہے جو شہر عہد کے پاپ میں دھلتی ہے
 عورت تے چند دہ دو دہ کو دہ دہ تے سے باز آیا
 عہد سنار کی قسمت ہے پھر کی تقدیر کی بیٹی ہے
 دہ دہ پھر پتی ہے پھر کی شمع ان کی بیٹی ہے
 یہ وہ بد قسمت دہ ہے جو بیٹوں کی سچ پستی ہے
 عہد تے چند دہ دو دہ کو دہ دہ تے سے باز آیا

★

دو صبح کبھی تو آئے گی
 ان کا دل حسد بول کے سرے جب تک کہ انہیں نہ ملے
 جب دہ دہ کے دل نہیں گئے جب تک کہ انہیں نہ ملے
 جب دہ دہ کے دل نہیں گئے جب تک کہ انہیں نہ ملے
 دو صبح کبھی تو آئے گی

میں سب کی خاطر تھا کہ تہے عہد میں نہ رہے
 میں سب کے مات کی بھین میں سر سے بدلے پہنے ہیں
 نہ جو کی ہیں کی دہ دہ پر ان کے نوکر مر رہے
 دو صبح کبھی تو آئے گی

ہاں کہ بھی نہیں میرے رہا تو کی قیمت جو میں ہیں
 میں کا بھی کچھ بول مگر ساؤں کی قیمت کچھ بھی نہیں
 ان لوگ کی عزت جب عہد کے خواب میں دفن جائے گی
 دو صبح کبھی تو آئے گی

فوقان بیتاں دیاں بہاں نہاں ہاں
 سیوں نہ کہتے دوناں میں نہاں ہوں باہاں
 پرستے گی مدنی دیاں حبیب سوگن ہاں ہاں
 وہ صبح بھی تو آئے گی

۲

وہ صبح ہیں سے سے کی
 حب دھاتی روت ہواں حب یہ تینوں عزیز ہے
 حب پاپ گھر دے عزیز ہے حب ہے جس کو نہیں
 میں صبح تو میری نہیں ہے وہ صبح ہیں سے سے کی
 وہ صبح ہیں سے سے کی

فوقان بتا دیں غم میں جب غم نہ پساں ہاں
 حب دھاتی روت ہواں حب یہ تینوں عزیز ہے
 سیوں سے نہاں دیاں نہاں ہاں ہاں
 وہ صبح ہیں سے سے کی

روایت کے سے جب ملک کی صحت کو نہ چاہا ہے
 چاہت کو نہ چلا پائے کا غیرت کو نہ بچا جائے
 اپنے ملک کو توں پر جب یہ دنیا شرا ہے
 وہ صبح بھی تو آئے گی

بیتیں گے بھی تو دن آخر یہ بھوک کے اندر سکاری سے
 نہیں گے بھی تو بت آخر دولت کی ہمارو دہری سے
 جب تک تو میں دنیا کی بنیاد اٹھائی جائے گی
 وہ صبح بھی تو آئے گی

محبوز بہاں جب سوئی رہیوں کی ہونٹ بھانکے
 معصوم دل میں جب گھوڑوں میں بھیک نہ گئے
 جی دنگے دل کو جس دن سو نہ دکھائی جائے گی
 وہ صبح بھی تو آئے گی

سزا سے رہے فتنہ شمشیر سے موت کے کلیں سے
 نہ فریاد نہ رنج نہ تارک ہوئے کلیں سے
 خوشیوں سے پھولوں سے سجاں باس کی
 وہ سب ہی میرا سے ہے کی



آسمان پہ ہے خداوند میں پریم
 دیکھ دوں طرف دیکھتا ہے کہ

آج کل کسی کو وہ تو کست ہیں
 یا سنہ چو گئی کیجئے روکنا نہیں

ہو رہی ہے فتنہ مار چٹا ہے بیجا
 آسمان پہ ہے خداوند میں پریم
 کہیں کو بھیجے وہ بیان خاک چھاننے
 اس تمام آب و ہوا کا مال جاننے

آوی میں بے شمار دوتا ہیں کم
 آسمان پہ ہے خداوند میں پریم
 اتنی دور سے گرد دیکھتا بھی ہو
 نیرے نیرے واسطے کیا کرے گا وہ

زندگی ہے اپنے اپنے بازوؤں کا دم
 آسمان پہ ہے خداوند میں پریم



ماں بھائی ماں ٹٹک ٹٹک رینے کی کان دھول
تسے دہانہ یزدن میں خنک روگنی پھول

رینے بھئی بوجھیں تھیں یہ شہینے لاشے تھیں
دینے یہ پر دینے ہوئی تھیں یہ سدا ہے

پچھنے یہ حجب اوں پر زلف و زلفان چون میل
برکات گھمے گھمے گئے سونی سینی میل

وہ پہنچے سنہ ہاؤما باج کور کور کور
نیرن یون کڑ کر گئی یزدن کور کور



دو گانا:

دکھتی تھیں خوش مغربے تھیں تھیں تھیں
دور سنا تھیں پچھتی تھیں ہر دس کی شہینے تھیں
آج بھگے کچھ کہنا تھیں
لیکن یہ شہینے تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
خود میری تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
آج بھگے کچھ کہنا تھیں
ب۔ جو چوتھ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
جوبے مسے غور کی تھیں تھیں تھیں تھیں
کہہ بھی دو جو کہنا تھیں
ا۔ کہتے ہوئے دور سنا تھیں تھیں تھیں تھیں
یہ جو داسا سا تھیں تھیں تھیں تھیں
آج بھگے کچھ کہنا تھیں

ب۔ کب سے تباہی سے تیرا چہرہ بچانے لگی ہوں
 کہہ گی کہ جو کب ہے میں آن لکھنے بیٹھی ہوں
 کہہ گی دو جو کبنا ہے
 ا۔ وہ نے دیکھا کہ بات سمجھنا اب منہ سے کیا کہنا ہے
 کہ نہیں تو کہ کہہ گیا گے اب تو ساتھ ہی رہنا ہے
 ب۔ کہہ گی دو جو کبنا ہے
 ا۔ چھوڑو اب کیا کہنا ہے



تو نے یاد دلایا کہ یہ دن جو کہتے ہیں کہ
 بچکا کا یا تو جبر ہے یا نہیں کہ

میں دنا کی بات ساتھ لے گی
 کہ کہ جس نے یہ کہہ کر بے گی
 کہ توں جس نے یہ سب اتنے ترسے جسے چوں کی کہیں
 کہ نہ گاتیرا آکر یہ نہ گاتیرا

یہ کہے گا کہ تو کہے پاپ کہے
 کہ کہ جسے چاہے تو پاپ کہے
 کہ کہ جسے کہ شہد کی تیری زندگی جب تک تو یہ کہ
 کہ کہ توں کہ جسے تو یہ کہ کہ



ایک متشیل

بعد اٹھے ایک صفت نہ سارا کہ ہستی کا بھی دور و برسوں کا ہے
 ان ولس کہتے ہیں کہ میں تجھ پر چیز بڑی معمول سے
 لیکن اس پیسے کے نیچے سب دنیا رہتے ہیں
 افسان کی بنائی چیز ہے یہ لیکن نشان پر بھی رہی
 اگلی کی جھمک تپتی ہے وہ دور یوں نہ بھی رہی
 یہ جوت کوئی کہتا ہے وہی کہ جوت بنا ہے
 سب کو ان میں پر ہر میں سب کو کی پڑی رہی
 اس پیسے کے ہرے دنیا میں نہوں کی کہتے ہیں
 جہوں کی حراست بھی ہے وہوں کی نہتے ہیں
 میرا فریاد ہے جانتے ہیں اور فریاد جانتے ہیں
 نفی سے ہی پر م سے ہی اور فریاد جانتے ہیں
 اس پیسے کی نہ دنیا میں آہا وہی نہتے ہیں
 وہ تو نکلے دھالی ہے لا شکر کہتے ہیں جانتے ہیں

ایک متشیل

• تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے
 تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے
 تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے

میں ہی نہیں اس پیسے کا سارا تہا میں جانتے ہیں
 جتنے ایک تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے
 تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے
 تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے
 تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے
 تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے
 تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے

کچھ کہتے ہیں کہ ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے

ان ولس چیزوں سے تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے
 لانا بھی تہی نہتے تہی نہتے تہی نہتے

یہاں سے دیر حوروں کو
میںوں کا مست نور کا
معدنہ کا یہ درجہ بہت
پریش سے انیا گوشت

یہاں چوڑی چٹائی و بیدارگی
یہاں بھونٹنے کی سہولتیں ہیں

کبھی کبھی غنیمتوں سے
کبھی کبھی غنیمتوں سے

دشمن سے تھوڑے میں ہم
میدان میں گڑھ لٹ جائیں

★

یاد تو کرواں کی تلاش ہے، تو تو رہے کی تلاش ہے
 ۱۔ مرے شوق کا خراب کو تری دیکھنے کی تلاش ہے
 ۲۔ مرے نامزد جنوں کا ہے ملنا کوئی تو موت ہے
 جو در اسے ناپاؤ نہ برے اسی چاہے لگے تلاش ہے
 ۳۔ یہ عاشق ہے میری آرزو، یہ عشق ہے سیری آبد
 یہ عاشق کیسے مینا چوڑوں میری عمر بھر کی تلاش ہے
 دل عشق جسم عشق ہے، اور جان عشق
 ایمان کی جو رہو تو ایمان عشق ہے
 یہ عاشق کیسے میں چوڑوں میری عمر بھر کی تلاش ہے

۱۳
 ب۔ و جب وہ سنا دے کہ وہی نہیں
 کسی نوجوان سے ملے ہوئے ہوگی نہ
 عشق محروم کی دوا تو دے جس سے شے
 کوئی پسے کسی دہرے سے روک نہ
 عشق عشق ہے
 ۲۔ وہ جس سے گرا لکس تو بھلائی ہے
 وہاں تو کچھ چیز ہے جو ان میں سے
 عشق آرزو ہے ہندو و مسلمان ہے عشق
 ۳۔ پانچ سو گنت ورت ہیں ایمان سے عشق
 اس سے تباہ کیا سچی و پرستاروں
 ان حقیقت کا رجا ہوا ادا ہے عشق
 عشق نہ کیجئے۔ یہ دھرم کی عشق کیجئے
 عشق کے نام پر ہر شے کیجئے
 یہ عشق عشق ہے
 ۴۔ سب بھارتی ہیں، قیامت کی
 مان مان کا جیسا بھلائے کہانیاں

۱۴
 ب۔ میں اوی ملے رہی ہوں کہ پرک
 اس کی باتیں ہیں کہ وہی نہیں
 عشق عشق ہے
 ۲۔ وہ توں کا رہا عشق ہے
 میں نہایت عشق ہے توں میں ہے
 دھرم کا درستی کا رہا عشق ہے
 یہ کہات عشق ہے وہ عشق ہے
 عشق نہ کہ عشق ہی عشق ہے
 عشق نہ کہ عشق کو دھرم ہے
 ۳۔ دلت وراثت کو دہرے کہے عشق
 عشق نہ کہ عشق کو دہرے کہے عشق
 عشق عشق ہے



آج کیوں ہم سے پہچا ہے

تیرا ہر رنگ ہم نے دیکھا ہے
تیرا ہر ڈھنگ ہم نے دیکھا ہے
بات کہہ کیلے میں تیری زبوں سے
نکھو و نف ہے تیرے جلوں سے
تجگر ہر طرح آزمایا ہے
پاسے کھویا ہے کھوکے پایا ہے
نغمہ زبوں کا بیاں بگھٹے میں
دھڑکنوں کی دھڑکا بگھٹے میں

چراغوں کی کھٹکتے و نف میں
پہچانوں کی کھٹکتے و نف میں
تازہ انداز حبا نئے ہیں ہم
تیرا ہر انداز حبا نئے ہیں ہم
آج کیوں ہم سے پہچا ہے

مستہ چہانے سے تیرا کیا ہے
دل دکھانے سے تیرا کیا ہے
اچھی اچھی میں سنوار کے آ
مشن کو اور بھی نکھار کے
یہ کادوں میں سبیاں سے کر
نوں تھوڑا سا تیرا ہے کر
میں میں سے ہر جہاں
کب سے تیری عشق شہرہ آ
نور میں ہے نور سے تیری ہے
عشق کی کائنات سونی سے

مرنے والوں کی زندگی تو ہے
 جس اضرعہ کی روشنی تو ہے
 آج کیوں ہم سے پردا ہے

آج انظار کب سے ہے
 ہر قطرے قرار کب سے ہے
 شمعِ مہرہ سے جھلوتی ہے
 سانسِ تاروں کی ڈوب جاتی ہے
 تو اگر ہمسرا بن جو جائے
 ہر تمنا جو ان جو جائے
 اب بھی جا اب کمرات جاتی ہے
 ایک عاشق کی بات جاتی ہے
 خیر ہو تیری زندگی کی
 جیک سے وہ ہیں جونی کی
 تجھ پر جو جان ہے خدا ہی ہم
 فیکرت سے آشنا ہیں ہم
 آج کیوں ہم سے پردا ہے

کون سا کچھ مومن نہ پتہ جاگ نہ ملے
 دل کے سوئے ہوئے دلوں میں کھنک جاگ نہ ملے

کس سے آنے کی خبر دے کے ہوائیں آئیں
 مسرت چوں پنکے کی مسدیں آئیں
 روح کھلے گی سانسوں میں ہلک جاگ نہ ملے

کس سے بیوی حلقہ دیکھ کے باہیں کھو میں
 ترنِ بیدار سے سینے میں نکالیں کھو میں
 ہونٹ پیٹنے کے زخموں میں چلک جاگ نہ ملے

کس سے ہاتھوں سے ہاتھوں سے کچھ ملے
 کس سے خوں سے ہاتھوں سے کچھ ملے
 دل بٹلے گا شعلوں میں دھک جاگ نہ ملے



نوشہ دہنے کا دسب نہ بنے گا

نسان کی دہست نہ بنے گا

انجنت جنانک ترکھو، مسیت

بکھو کسی غزبت کوئی کامیت

جس محبت سناؤں کو تیر کیا سے

نن مہر کا بکھو پوئی زمریت سے

نور سے سوت وقت کی جوں بنے گا

سنان کی دہست نہ بنے گا

مالک نے ہر انسان کو سنا دیا

محنت نہت بند و باسب نہ بنا دیا

قد ریت کو غشی کی نہیں سب کی حق

بھٹے کسی بھارت میں نہ بنا دیا

برقہ دے مہر و نولہا بنے گا

نسان کی دہست نہ بنے گا

نختہ جو سکھائے وہ دھرم تو نہیں ہے

انسان کو جو روند نہ دے وہ نہ تو نہیں ہے

قوت نہ تو تیر میں وہ مندر نہیں تیرا

گیتا نہ تو تیر میں وہ سرم تیرا نہیں ہے

تو امن کا اور مسلحی کا ارمان بنے گا

انسان کی اولاد ہے نسان بنے گا



میں نے شاید تم سے بے محبتی نہیں کی

ابھی ہی تو مجھ پر نہیں ملتی ہو

وہ کہتے ہیں جو ہرگز دوست نہیں بنی ہو

ہم پر نہیں ساری یہ عمریں زنجیریں

میرے غم کو ہے بھی کتنی کھینچ کر

جو ہرگز نہ کہتا تھا کہ

یہ وہ زمانہ تھا کہ

نہ تھا کہ نہ تھا کہ

آج بھی وہی ہے

میں نے تم کو پہچانی نہیں تھی

تم کو تو پہچانی نہیں تھی

آج بھی یہی ہے

جو ہمیشہ کے لئے ہو وہ خوشی جو کہ نہیں

میں نے شاید تم سے بے محبتی نہیں کی

★

ایک توہم وہ ہے کہ کہتا ہے کہ

میں نے کیا اس سے کہتا ہے کہ

وہ کہتا ہے کہ کہتا ہے کہ

میں نے کیا اس سے کہتا ہے کہ

وہ کہتا ہے کہ کہتا ہے کہ

میں نے کیا اس سے کہتا ہے کہ

وہ کہتا ہے کہ کہتا ہے کہ

★

میں نے شاید تم سے بے محبتی نہیں کی

زندگن بھر نہیا بھوے گی وہ برسات کی رات
 ایک انجان صیغہ سے ملاقات کی رات
 اُسے وہ روٹھیں ڈھنوں سے برسات پانی
 بھول سے گاموں پر گئے کو ترست پانی
 دل میں طوفان اٹھاتے ہوئے جذبات کی رات
 زندگی بھر نہیں بھوے گی وہ برسات کی رات
 زور کئے گل سے پانک وہ لہنتا اُس کا
 وہ بھر بھر سے نہ کھائے سمٹت اُس کا
 کبھی دیکھی نہ سسنی سی حسات کی رات
 زندگی بھر نہیں بھوے گی وہ برسات کی رات
 سرفراز نہیں تو بہا جو غمزد اُس سے
 دل پہ طبت ابھو اک ٹیر سا چھوڑا اُس نے
 آگ پانی میں لگاتے ہوئے طاقت کی رات
 زندگی بھر نہیں بھوے گی وہ برسات کی رات

چھوٹوں پہ جھڑکتی ہے وہ عمو یہ بھی وہ
 زوجہ کی سے میں خوب کی تیسیر بھی وہ
 آسمان سے اتر آئی بھی جرات کی رات
 زندگی بھر نہیں بھوے گی وہ برسات کی رات



اپنا دل بھی کروں اپنی وفا پیش کروں
کچھ سمجھیں نہیں آتا تجھے کیا پیش کروں

نہیں مٹے گی خوشی میں کوئی غم نہ سمجھیں
یا ترسے در و خجسدا لی کا گھر بیل کروں

میرے غم میں ہی گی تو میرے خیالوں میں بھی تو
کون سا سبب نہ تجھے پنجم سے پہلے پیش کروں

جو تیرے دل کو بٹھاسے وہ لدا مجھ میں نہیں
کیوں نہ تجھ کو کوئی تیری ہی اور پیش کروں



بچا تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی
باپ کے درد کی سہرے کے مان کی

تھکے ٹوٹے غمزداروں پر عمل کا دینا بدست
جو تم کو دے رہا تھا دھڑکے دھڑکے دے

تم بھی میاویں ہو دیا کہ نہ اٹھائی
پنچا تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی

جو صدیوں کے جدی سے دو آواز دنی ہوئے نہ

دین دھرم کے نام پر کوئی یہ جھوٹ کا بوسہ نہ

مرد ہے ہو گی جہ قیمت انسان کی جان کی

بچا تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی

بھر کوئی ہے چندرا بھرے پھر کوئی جعفر نہ

غیوں کا دل خوش کرنے کو پنوں پر خیر نہ

دین دولت کے لکے میں تو جہ نہ ہوا

بچا تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی

بیچے۔ وہی بنے جب قرآن کا کتبنا

جو بے دین پڑاں کا کتبنا

بھرا۔ شورشہ۔ یوں ہے :

ان کا خون مسابا ہو رہا ہے :

استاد۔

صدیوں تک یہاں میں پھریں حکومت فیروں کی

تو تک تم سے ملنے پڑا ہو ہے ناکہ یوں کی

لاواؤ اور راج کر دیا ان لوگوں کی حکومت تھی

ان لوگوں کی یہاں میں ان تمام لوگوں کی دولت تھی

یہ عزت یہاں تک دولت تھی یہ عزت وہ دولت ہے

یہاں رہتی تھی۔ یہاں سوچی سمجھی بخشش ہے

کے۔

یہاں رہتی تھی۔ یہاں سوچی سمجھی بخشش ہے :

کچھ انسان جو جن کیوں بھی :

آپ کی اتنی عزت کیوں ہے :

ایک کی اتنی دولت کیوں ہے :

استاد۔ وہی ان کی وقت وہی ہے یہی جاگیر کا

محنت اور غلامی کو کسے زوروں کی تھک رہا ہے

انسانوں کا یہ ثورہ وحشت اور جہالت ہے

جو نفرت کی ٹھکانا ہے وہ وہ نہیں ہے نہشت

جہنم سے کوئی بچ نہیں ہے جہنم سے کوئی بچ نہیں

کرم سے بڑھ کر کسی مٹائی کوئی بھی نہیں

بیچے۔ — آپ تو دیش میں آزادی ہے

آپ کیوں جتنا آزادی ہے

کب جائے گا دور پڑاؤ

کب آئے گا سیاہ زمانہ

استاد۔ صدیوں کی محنت اور سیکاری کیا ایک دن میں جائے گی

اس اچھے گلشن پر نعمت تے آئے آئے گی

یہ جوئے منصوبے ہیں اور یہ جوئی تمہاری حسین

آئے واسے قدر کی کچھ وحندلی وحندلی تصویریں ہیں

تم ہی رنگ بھر دے ان میں تم ہی نہیں چکاؤ گے

لو ایک آپ نہیں آئے گا۔ لو ایک کو ختم لاؤ گے۔

★

میں زندگی کا ساتھ نہیں تھا چلا گیا
ہر فکر کو دھوئیں میں ڈال چلا گیا

بربادیوں کا سوگ منانا فضول تھا
بربادیوں کا حشر منانا چلا گیا

چل گیا اُسی کو مقدر سمجھ گیا
جو کھو گیا میں اُس کو ٹھکرا چلا گیا

غم اور خوشی میں فرق نہ محسوس ہو جاں
میں دل کو اُس مقام پہ لٹا چلا گیا

کبھی خود پہ کبھی حالات پہ رونا آیا
بات کلی تو ہر اک بات پہ رونا آیا

ہم تو سمجھے تھے کہ بہر حال گئے ہیں اُن کو
کیا تھا آج یہ کس بات پہ رونا آیا

کس لئے جیتے ہیں ہم کس کے لئے جیتے ہیں
بارگاہِ ایسے سواات پہ رونا آیا

کون روتا ہے کسی ورک کا طرارے سے
سب کو اپنی ہی کسی بات پہ رونا آیا



دیوانا:

۱۔ ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر دل بھی بھر نہیں
 ابھی بھی توئی ہو بارہن کے چوٹی ہو
 ہو ذرا ایک تھکے نظر ذرا سنبھل توئے
 یسا دل تو سے ذرا پاں سنبھل توئے ذرا
 میں تھوڑی دیر پہ تو دل نشہ نہ کرنا چاہتا تو
 ابھی تو کچھ سب نہیں ابھی تو کچھ سنا نہیں
 ب۔ ستھنہ جیسے ٹھنڈے چراغ جلتے ٹھنڈے
 میں بے بچہ کو نوکنا نہ بچے کے زہر کو سنا
 اگر میں نہ رہتی بھی تو جاننا توں کبھی
 یہی کوئی تم سدا کہو ابھی نہیں بھرا
 خوشم ہو کسی جگہ یہ ایسا سلسلہ نہیں

۱۔ دھندل نہ بھراتے جھونپٹا کی گھونٹے
 جو رو رہتی ہو دل تو کس میں غماز کی
 کہ انکسک ہو میں جوان لڑکی پاؤں میں
 کس غم میں ہے جو ہم کو زما میں ہے
 بڑا ناواہستہ کا یہ پیار سہہ ہو گیا ہے



جہاں میں یہ اکون سے رہیں وہ مونسین
 وہ در کوئے رستہ میں رستہ دے
 جو غم سے بار بار گئے کوئے غم سے دے
 خوشی سے ہمیں نہ غم جو ہو گا باتیں سے ہم
 مجھے تم سے دے دے دے دے دے دے
 چشمہ دوستی سے دے دے دے دے
 نہات یہ رکی قسم تمہارے قسم ہے یہ نہ
 دیوے بچھے بچھے رہو جو دل کی بات سے نہ
 جو بچھے بچھے رہو تو میرے یہ بات سے نہ
 میں کوئی غمیر تو نہیں دے دے دے دے
 کہ تم سے یہ جدا نہیں دے دے دے دے



سہولت سکتا ہے جلا کوں یہ پیاری تمہیں
 رنگ میں ڈوبی ہوئی نیند سے بھاری آنکھیں

میری ہر سوئے نے ہر سانس نے چلا ہے تمہیں
 جب سے دیکھتے ہیں سب سے سزا ہے تمہیں
 بس کی ہیں وہی آنکھوں میں تمہاری آنکھیں
 تم کو غم کو اٹھاؤ تو سستائے جھک جائیں
 تم کو بکسوں کو جھکاؤ تو زماں سے رگ جائیں
 سیریں نہ بن جائیں ان آنکھوں کی پیاری آنکھیں
 جاگتی راتوں کو سبوں کا خزانہ مل جائے
 تم جو مل جاؤ تو جینے کا بیان مل جائے
 اپنی قسمت پر کریں ناز بھاری آنکھیں



آج کی رات مُرادوں کی برات آئی ہے

آج کی رات نہیں شکستے شکایت کے لئے
آج ہر لحاظ پر کامِ دل ہے غنیمت کے لئے
رُشکی سیج بنے تہی ہوئی تنہائی ہے
آج کی رات مُرادوں کی برات آئی ہے

ہر گزبہ آج مقدس ہے فرشتوں کی طسرج
کا پیسے ہاتھوں کو مل جائے دُشمنوں کی طعج
آج مٹنے میں نہ اُجھن ہے نہ سُوائی ہے
آج کی رات مُرادوں کی برات آئی ہے

اپنی رُفیس ہرے شانے پہ کبھر جانے دو
اس جس رات کو کچھ اور نکھر جانے دو
صبح نے آج نہ آنے کی قسم کھائی ہے
آج کی رات مُرادوں کی برات آئی ہے

★

پتھر کی دیوار پر لکھی ہوئی عبارتیں

میں جب بھی آئیں ہوتی مورتیں چمکاتے تھے
اور جب تک سے میری آنکھوں میں بیتن یاد دلاتے ہو

مستند ہوا کے جھوکوں سے ہر بار وہ پرے کا جانا
پرے کرکڑنے کی دُھن میں دو اجنبی ہاتھوں کا ملنا
آنکھوں میں حوالہ سپرد ہوتا سانسوں میں ستارے کھلنا

رستے میں تب راتِ مُرادوں کا وہ مجھے جانتے جاتے
اور میرا ٹھنک کر رک جانا چلن کے قریب آتے جاتے
نظروں کا زکریہ جانا رک جھٹک پاتے پلتے

باور کو سکھانے کی خاطر کوٹھے پہ وہ میرا آ جانا
اور تم کو متعلق پاتے ہی کچھ شرماتا کھول کھانا
ہمسازوں سے دُست سے کتنا گھر لوں گے دُست سے گھرانا

دور سے کہیں خطا نکلتی ہوں اور خود پر کر دیتی ہوں
حالات کے نئے طوفان میں جذبات کی کشتی کھیتی ہوں
کیسے ہو کہاں ہو کچھ تو کہو میں تم کو صدائیں دیتی ہوں

میں جب بھی اکیلی ہوتی ہوں تمہیں چپکے سے آجاتے ہو
اور جب تک کہ میری آنکھوں میں بیٹے دن یا دلدل لگتے ہو



سلام حسرت قبول کرو
میری محبت قبول کرو

اوس نظریہ زیب تر پہ رنجامہ ہوں کہ دور ہو ذاتی میں
جو خوب کسی عین صوفی کی جبین موعود و موعودان میں
اگر نہ ہوں گو نیم کو تو یہ شکایت نسو قبول کرو
میری محبت قبول کرو
تجلی نگاہوں کی رزق موت میں خیاں کا انداز قبول کرو
تمہی مے و مے صفا موعود میں مے رستے خسرو
میری پرستش کی رت کو وہی عبادت قبول کرو
میری محبت قبول کرو
تمہاری جھلکی نظر جب تک نہ کوں رنجامہ مے کے گما
ذروں تسکین پائے گی ذروں کو تیرا مے کے گما
غیم مہر کی ہے جان بوا یہ کہ حقیقت قبول کرو
میری محبت قبول کرو

جوابت تجھ میں ہے تری تصویر میں نہیں
 رنگوں میں تیرا عکس تو نہ دھل سکی
 ماسوں کی آغاجی جسم کی خوشبو دھل سکی
 تمہ میں جو لوق ہے وہی تحریر میں نہیں

نبے جان دشمن میں کہاں رفتار کی ادا
 انکار کی ادا ہے نہ افسرار کی ادا
 کون ایک بھی زلف گرہ گیر میں نہیں

دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے تری طرح
 پھر کب بار سامنے آجائے مسرچ
 کیا وہ ایک جھلک مری تقدیر میں نہیں



دو گانا:

ا۔ پاؤں چھو بیٹے دو چھووں کو عنایت ہوگی
 ورنہ تم کو نہیں ان کو بھی شکایت ہوگی

ب۔ آپ جو پھول بچائیں انہیں ہم ٹھکرائیں
 ہم کو ڈر ہے کہ یہ تو مین فہشت ہوگی

ا۔ دل کی بے صبری منگوں پر مفسر مارو
 اتنا دھوکہ دے چلو گی تو قیامت ہوگی

ب۔ شرم رو سکے ہے ادھر عشق دھڑک رہا ہے
 کیا خبر تھی کہ بھی اس دل کی یہ حالت ہوگی

ا۔ شرم خیروں سے ہو کر ڈھنڈھ ہونوں نہیں
 شرم ہم سے بھی زدگی تو مصیبت ہوگی



دو گنا

ا۔ جو درد کیا نہ بھانا پڑے گا
رو کے نہ زچا ہے رو کے خدائی تم کو آتا پڑے گا
ترستی کا بولنے آواز دی ہے
محبت کی راہوں نے آواز دی ہے
جان دیا جاندار اچھوڑ کر سانا تم کو آتا پڑے گا

ب۔ یہاں ہمیں جان سے جانا پڑے گا
یہ بھولہ تم نے جب بھی پکارا ہم کو آتا پڑے گا
میرتی و فیری نہ ازاد ہیں گے
شبیروں دینے نہیں پائیں گے
حبس کا سوا کیا پھر یہ جہان ہم کو آتا پڑے گا

ا۔ سبھی اہل دنیا یہ کہتے ہیں ہم سے
کہ آتا نہیں کوئی ملک ہم سے
آج ذرا شانِ وفا دیکھو زباں ہم کو آتا پڑے گا

ب۔ ہم آتے رہتے ہیں ہم آتے ہیں گے
محبت کی رسمیں نبھاتے رہیں گے
جان وفا تم دو صد پھر کیا ٹھکانا ہم کو آتا پڑے گا



خدا ہے برتر! تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟
ہر ایک تلخ و خفہ کے دامن پہ خون انسان کا رنگ کیوں ہے؟

زمیں بھی تیری بنے عمر بھی تیرے یہ ملکیت کا سوال کیا ہے؟
قتل و خون کا رونا کیوں ہے یہ ہم جنگ جہال کیا ہے؟
جہیں غلبہ جہاں بھی کی؟ نہیں گاؤں تنائنگ کیوں ہے؟
خدا ہے برتر! تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟

غریب داؤں شریف بہنوں! دامن موت کی زندگی دے
جہیں عطا کی ہے تو نے طاقت! انہیں ہدایت کی روشنی دے
سروں میں کبر و غرور کیوں ہے؟ دلوں کے شیشے پر رنگ کیوں ہے؟
خدا ہے برتر! تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟

خدا ہے برتر! تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟
ہر ایک تلخ و خفہ کے دامن پہ خون انسان کا رنگ کیوں ہے؟
زمیں بھی تیری بنے عمر بھی تیرے یہ ملکیت کا سوال کیا ہے؟
قتل و خون کا رونا کیوں ہے یہ ہم جنگ جہال کیا ہے؟
جہیں غلبہ جہاں بھی کی؟ نہیں گاؤں تنائنگ کیوں ہے؟
خدا ہے برتر! تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟
غریب داؤں شریف بہنوں! دامن موت کی زندگی دے
جہیں عطا کی ہے تو نے طاقت! انہیں ہدایت کی روشنی دے
سروں میں کبر و غرور کیوں ہے؟ دلوں کے شیشے پر رنگ کیوں ہے؟
خدا ہے برتر! تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟

آفتاب سے سنتے ہوئے دلوں کی آواز کی رو دیت
دلوں کے گلشن! جڑاں ہائیں محبتوں کو ہست و دیت
جہاں یہ تیش و خاک کے جہل چترن یہ دھنگ کیوں ہے؟
خدا ہے برتر! تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟



۹۷
اتنی حسین اتنی جاں رات کیا کر رہی
جاگتے ہیں کچھ عجیب سے جذبات کیا کر رہی

پڑوں کے بانٹوں میں بچتی ہے چاندنی
بے چین ہو رہے ہیں خیالات کیا کر رہی

سانسوں میں ٹھل رہی ہے کسی سانس کی دھبہ
دامن کو چھو رہا ہے کوئی بات کیا کر رہی

شاید تب سے ہے یہ عید کس سکے
جہاں ہیں کہ آج نئی بات کیا کر رہی

★

۹۸
یہ ادائیں یہ فضا میں بھاری ہیں تمہیں
غوشیوں کی مسدائیں بھاری ہیں تمہیں

تس رہنے ہی جوں پہل ہونٹ چھوئے کو
پہل پہل سے ہوائیں بھاری ہیں تمہیں

تھاری یہ نفوس سے غشبو کی جھپک اپنے کو
تھیں بھلی نہ مٹا رہیں نہ رہی ہیں تمہیں

حسین چینی پیروں کو چپ سے دیکھا ہے
مدی کی مست ادائیں بھاری ہیں تمہیں

میرا کہا نہ سنو، اسی کی بات تو سن لو
ہر ایک دل کی دعائیں بھاری ہیں تمہیں

★

جھٹے میں جو کھرا ہے، سن سن کا یا کہنا
کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا

اس سن سے شمع کی تصویر بنا لیں ہم
ان گرم آنکھوں کو سینے سے لگا لیں ہم

پل بھر کی عالم میں اسے جا ب و رہنا
کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا
یہ وہ کا ہوا چہرا یہ کجی ہوئی نہیں
یہ برکتی ہوئی دھڑکن یہ چلتی ہوئی سانس

ساہ بن گھڑا ہو تم، ساہ بن گھڑا رہنا
کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا
پیسے کی میں نہیں تم، لیکن یہ حقیقت ہے
وہ سن معیبت تھا یہ سن قیامت ہے

اوردی کو توبہ کر ہو خود سے گی ہو رہنا
کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا

مجھے گلے سے گلاؤ بیت اوس یوں میں
نہیں بیت چھڑو بیت اوس یوں میں

یا انظار کا دکھ اب سہا نہیں جاتا
تڑپ رہی ہے محبت رہا نہیں جاتا
تم اپنے پاس جلاؤ بیت اوس یوں میں

ہر ایک سانس میں لٹنے کی پیاس لیتی ہے
سنگ۔ دم ہے بدن اور روح ملتی ہے
بچا سکو تو بچاؤ بیت اوس یوں میں

بمشک کی یوں بیت زندگی کی رہو میں
مجھے اب آکے چھپاؤ تم اپنی باہوں میں
ہر سوال کا جواب بیت اوس یوں میں



جرمِ غفلت پس در غمِ فراوان ہے
جیسے ادنیٰ شعلوں کو جو دہکتے ہیں

نہ سے بڑے کسی بزرگ کو دفعتاً کرتے ہیں
جان جالے کہ سب بات بھلا دیتے ہیں

آپ دولت کے ترازو میں دولت کو تولیں
ہم محنت سے محنت کا صلہ دیتے ہیں

نعمت کیا چیز ہے اہلِ دجور پر کیا ہیں
عشق والے تو خدا ہی کا شاد دیتے ہیں

ہم سے دہشتہ بھی کیا عہد وفا ہے بھی یا
آپ بے شرم سے سے میں جو سزا دیتے ہیں
★

چشمِ ہرے عشقِ ترا، غمگین تو ہے چہ نام بھی
بھڑکے توئی نہ مہلے، تو بھی کوئی راز مہی

میں رات کی کھڑی رگت کو چہ درخشاں بنے ذرا
نظروں کو سبک دینے لے ذرا غلوں کو کھیر جانے را
کچھ دیر کی ہی تسکین ہی آندہ دیر کا ہی آرام ہے

ضربات کی کھیل مینا ہے، دربار کا تختہ دینا ہے
لوگوں کی سکاڑی میں بھی گھومتے ہیں کیا لینا ہے
یہ خاص تعلق تیرا کا دنیا کی ظہر میں عام ہے

موسوائی کے ڈرتے جگر کریم، تیرا کبھی نہ کرے ہیں
جس دل کو بسا لیں پہنویں، میں لے لوں وعدہ کیا ہے میں
جو خضر ہوا ہے لاکھوں کا، کیا بھی وہی نجات ہے



سند سے بھاگے مجھ پر تو مومن کو مہربان ہے
اس ملک کو بھی پناہ دے گی کہیں بھی پناہ دے

یہ پانچ گویا زنجیر ہے کیا رتوں پر چھڑکی میں ہیں
ہر ایک میں جیسے دھرموں کو پتہ نہیں ہوا ہے

یہ چھوٹا کچھ لک ہے پتہ ہے ہم تیرا گھر ہے کیا جانو
ایمان چھپا کا ہر گھر چھپا کر گھر کر دے

ہم کہتے ہیں یہ ملک نہ ہے تمہارے ہوتے ہو تو نہ ہوتا ہے
ہم کہتے ہیں یہ ملک نہ ہے تمہارے ہوتے ہو تو نہ ہوتا ہے



لاکھ بڑی ہیں دگ چٹاؤں کیسے
— گھر ہاؤں کیسے

ہوئی سبیل موری ہنس رہا
کوتے درنہ کی گوری ہنس رہا

جا کے بال سے بھریں دواؤں کیسے
— گھر ہاؤں کیسے

بھول گئی سب کچھ ہر گھر
کھوئی ہیں سب کچھ ہر گھر

جا کے بال سے بھریں دواؤں کیسے
— گھر ہاؤں کیسے

گوری چوڑی تو موری میل ہے پیا ہال
دو دو بنا کر سے بال کا گھر رہا ہنس رہا

جا کے بال سے بھریں دواؤں کیسے
— گھر ہاؤں کیسے

گائیڑی میں دگ چٹاؤں کیسے
★

تم ملی جاؤ گی پر چھایاں رہ جائیں گی
کچھ نہ کچھ حسن کی رعنائیاں رہ جائیں گی

تم کو سب سے سحر علی جو مجھ سے
بیب بچ دیکھوں گا میں جبکو خیر و گئی
یاد دہشتی ہے یہ منہ کوئی مل سکتا ہے
دور جا کر بھی تم پہن کر سب سے پڑ گئی

قص کے وہ ہاں میں تجھ کوں میں ہر ن کی خوشبو
نہایت کا کس گن و میں ہے کامد یوں
بھول لپکے سے پڑتا ہے ہوں کی سحر فی
جواں حسن خفاؤں میں ہے کامد یوں

اس دھڑکنی ہوئی شاداب جسم وادی میں
ہے نہ بھوکہ ذرا دیر کا قصہ جو تم
اب میرا کیسے میرے مفرد کی طسین
نظاروں کے منظر کا بھی جہز جو تم

تم ملی جاؤ گی پر چھایاں رہ جائیں گی
کچھ نہ کچھ حسن کی رعنائیاں رہ جائیں گی



غزوہ شوکی سوغات کہے ہیں کروں
 پہنچنے کو سہ ہدایت کہے ہیں کروں
 توفیق کھو گئے چاہوں کو نالوں کس پر
 مست زخموں کی سیڑ ت سے ہیں کروں
 حرم ہا سوسن پہ نیچے رزنا دہ کس کو
 نرم ہونٹوں میں دن بات سے چپ کر دیا
 کوئی نہ تو پاؤں کوئی مہدم تو ہے
 دل کی دھڑکن سے شامت کہے ہیں کروں



لگ در نور کی بات کہے ہیں کروں
 پھر اوروں کی میسر ت کہے ہیں کروں

میں نے جذبات نبھائے ہیں، صلوں کی جگہ
 اپنے زمان پر والایا ہوں چھوڑوں کی جگہ
 ت سے سرے کی سوغات کہے ہیں کروں

یہ ہمہ شعر مرے توحی زہر سے تیر
میں نہ ہوں میں کس جو تیر سے بچنے میں
بہ عشق کی دلی تہ کیسے چنی کروں

مشرق جو تیر کی تہذیب بارگ ہوئے
تیری آنکھوں کا یہ خوب بارگ ہوئے
میں یہ خواہش یہ خیالات کسے چنی کروں

کون کہتا ہے کہ یہاں بہت سچی کا حق ہے
تو جسے یہاں ہے تر پیار اس کا حق ہے
مجھ سے کہتے ہیں نزاکت کسے چنی کروں



یہ رضا آؤ غفل سے عکسہ جائے تو اچھا
اس بات کی تقدیر پسند جائے تو اچھا

میں حق سے خودی کی لڑے ساتھ ہی ہے
باقی بھی اسی طرح گندہ جائے تو اچھا

دنیا کی نگاہوں میں بڑا کیا ہے بھلا کیا
یہ جو تیرا گول ہے بڑا تو جائے تو اچھا

وہیے تو تمہیں نے مجھے ہر بار کیا ہے
الزام کسی اللہ کے سر جائے تو اچھا



مغفل سے مُتھ جانے والی تم لوگوں پر کیا لازم
تمہارے دھوکے بانی میں آورو و درہ نام
میرے ساتھی غالی جام

دو دن تمہارے ہیر رہتا یا دو دن تم سے میل رہا
بھی نہ تھا وقت کٹ و درجہ خانہ کھیس رہا
سُن سُن کھیں کاؤ رہی کیا وقت کٹا اور کھیل تمام
برے۔۔۔ بھی نہ تھا حساب

تم نے دھوکہ دی سنگھ کی دولت میں نہ ہلا تم کو
کیسے بننا کیسے بھٹانا یہ غنہ اور یہ بھروسہ
میں نے دل کر دیا ہے تو تمہارے دل کے پیار کے واسطے
میرے ساتھی غالی جام

تم کو نیا کو تیرے بچے میں پا کر تمہارا خور
تم کو اپنانے کا تھکا خورے بھی بھرا بھرا
دیکھو یا تمہارے بچوں کے شائمان سیا انجھام
میرے ساتھی غالی جام



موت سہی بھی سنگدل ہو، مگر
زندگی سے تو ہسب راں ہوگی

نت نئے شمعوں کو جیتی ہے
زندگی مہر خونی کی دشمن ہے
موت سب کا ناہ کر تی ہے
زندگی زندگی کی دشمن ہے

ہمچہ۔ چہ دشمن سے گھا
موت سے یہ جہنم کا ہوگی

بُک نہیں ہم و دردت
زندگی کتنے فرق دیتی ہے
موت ہر پہر دوست و غیبی ہے
ماری را کو یک پائی ہے

ہن صوفیوں پر سہتا ہے
ہن صوفیوں کی قدر و دانائی

موت سے در کچھ شے ناٹ
زندگی سے تو جان چھوٹنے کی
سکھ بہت خبیث ہو کہ نہ ہو
آنسوؤں کی اپنی توڑنے کی

ہم۔ ہوا سے تو علم کتنے بڑا
فخر ہمچہ کی داستان ہوگی



بھولے سے محبت کا پانی انداں تھا پھر دل ہی توبے
برداں سے خط موصول ہے بڑا دردناک اولیٰ توبے

اس شمع کا پانی استعجزیہ سیانہ ہو دھڑکن دھڑکن ہے
سینے میں کوئی تپہ تو نہیں احساس کا درد نہ تھا توبے

جذبات بھی بند ہوئے تین پر بہت بھی مسکراؤں توبے
دُنیا کا شرم تھا سبک سبکیں شرم تو نہیں توبے

بیداروں کی ٹھوڑے سے سب خوب بہا ہے چور ہوئے
بہ دل کا سہرا تھم جاتا توبے یہ غم کا سہرا دل ہی توبے



رات بھی تے پھر سبیل پسند بھی ہے کچھ درد محم و محم
نہم تو تھیں کھولے سوتی ہوئی پانی کی جھم جھم

کسم تو پانی کی سیلے یا زین
چہن بھی ہے کچھ ہلکا ہلکا
آنکھ مجھ ہے دل کا عالم
درد بھی ہے کچھ درد محم و محم

پہننے دل پر یوں مگر ہے تیری نظر سے یار کی غم
جلتے ہوتے جھک پر جیسے
تیرے نظر سے یار کی غم
برکھا بہت رک رک تھم تھم

ہوش میں تھوڑی ہے ہوش ہے
تھوڑا پانی کی کرشمش میں
بے ہوش میں ہوش ہے کم کم
دوڑوں جہالت کھٹے کھٹے ہم



سب میں شام ہو کر رہتے تھے یعنی ہو
صرف مجھ سے ہی یہاں غزلت کی خالکتی ہو

سکھائیں ہے بھگتی ہے کسی کی خاطر
ساش چڑھتی ہے بھگتی ہے کسی کی خاطر
جو کسی دہچہ نہ ٹھہرتے وہ ہوا گنتی ہو

ذات ہرے تو بچیں میں چھپا ہوتی ہو
ہوتے تھریں تو دھڑکیں کیا ہوتی ہو
جو کبھی کھس کے ذہر سے وہ گھٹ گنتی ہو

جو کبھی گنتی ہو دھڑکی ہو سوئی
نہم کہ ہو اپنے خیالات میں کھوئی گھوئی
کسی بایں معنہ کی دھم گنتی ہو

★

یہاں کے بچوں پر شام کا بھرا ہے
یہاں کے بچوں پر شام کا بھرا ہے

دونوں اہل ہے میں دودھ لوس کی صورت
آسمان سے خوش ہو کر دھمک سا بکھیرا ہے

خوش ہے چھپے پانی میں گیت سرور ہے
جیسے جیسے ہوں میں خوش ہوں کا ڈیرا ہے

کیوں نہ بھڑک ہو جو میں نہ میں نہ
روشنی کا شجر ہٹ ہے سب کی گھبراہٹ

★

غم اگر کچھ کہنا چاہو تو کوئی بات نہیں
غم کسی حد کو پہنچا تو مشکل ہوگی

سب اگر میل نہیں ہے تو بھائی بھی نہیں
بات تو دہی کی نہیں تم نے بنائی بھی نہیں
پہلا ہی پرستہ مجھے جینے سے لئے
غم اگر میری نہیں ہے تو پرانی بھی نہیں

میرے دل کو نہ سہرا چھو تو کوئی بات نہیں
غیر کے دل کو سرسوں تو مشکل ہوگی

غم میں بڑھیں سب پہاڑ کہتے ہو گئے
میں جو تاراجوں تو کیا اور بھی رہتے ہو گئے
سب کی آنکھوں میں ہی حق کا سوا رہا
سب کے سینے میں ہی نہ رہا بھرتہ مل گئے
سب کے غم میں نہ رہا جو تو کوئی بات نہیں
اگر کے غم میں نہ رہا تو مشکل ہوگی

پھول کی طرح مہلو سب کی نگاہوں میں رہا
اپنی محسوس ہوائی کی پستیاہوں میں رہا
بھوکہ روہوش دکھنا جس میں ہی غم
میں رہتا رہوں غم کی باتوں میں نہ رہا
غم جو مجھ سے نہ بنا جو تو کوئی بات نہیں
کسی دُشمن سے نہ بنا جو تو مشکل ہوگی



تیرے بچن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں
اور دعا ہے کہ پریشانی نہ پہنچتی ہو

میرے بچے، دعا ہے کہ تجھے کوئی
تجھ کو بلا لے نہ دے جس کے لئے
آج میں یہ دعا کہ تجھ پر چھائی ہو
کل یہ گزیرے گا بھی۔ ہاں سب ہوگا
کل تجھے کانٹوں بھری۔ وہ چین ہوگا
زندگانی کی تیری دعا ہے یہاں ہوتا

تیرے بچن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں
اور دعا ہے کہ پریشانی نہ پہنچتی ہو

تیرے لئے دعا ہے کہ کوئی نہ
جدا کرے تجھ سے کسی کو بھی نہ
بھڑکی۔ اور کہ تجھ کو کوئی نہ

میرے بچے، دعا ہے کہ تو بھی کیا جانے
تجھ کو کس وقت نہ ہو کہ سڑ جی سے
دن در دو مسکتے ہوئے نہ ہو کہ
جو خط نہ لے دو تو دعا ہے کہ

تیرے بچن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں
اور دعا ہے کہ پریشانی نہ پہنچتی ہو

یہ دعا ہے کہ کتنا ہو تو فون کا
تیرے پاس، یہ دعا ہے کہ تو فون کا
کون لے گا تھے سے خوشیوں کی برت
میرے بچے، دعا ہے کہ تجھ سے کوئی نہ
تیری دین ہی نہ بہت ہو جوانی تیری
کاپ ہو جی جیسے دعا ہے کہ من میری
اسی دعا کہ کتنی دعا ہے کہ تیری

تیرے بچن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں
اور دعا ہے کہ پریشانی نہ پہنچتی ہو



اب کوئی گلشن نہ جڑے اب وطن آزاد ہے
روح لٹکانی ہمارا کا بدن آزاد ہے

کھیتیاں سونا اگائیں وادیاں موتی لٹائیں
آج تو تم کی زمین، ٹکسی کا بن آزاد ہے

دستکاروں سے کہو اپنی ہنرمندی دکھائیں
مچھلیاں کتنی تھیں جس کی اب وہ بن آزاد ہے

مندروں میں تنگہ باہیں مسجدوں میں ہوازاں؛
شیخ کا دھرم اور دین برہمن آزاد ہے

لوٹ کبھی بھی ہوا اب اس دیں میں پہنے نہ پائے
آج سب کے واسطے صرف کا دھن آزاد ہے

★

ہر سو رام دھڑاکے سے
بڑھیا مرگئی نلتے سے

کل ٹپک میں بھی مٹی ہے است ٹپک میں بھی مٹی تھی
یہ بڑھیا اس دنیا میں سدا ہی نلتے کرتی تھی
جیسا اس کو داس نہ تھا
پیدا اس کے پاس نہ تھا
اس کے گھر کو دیکھ کے بھی مڑیانی تھی نا کے سے
ہر سو رام دھڑاکے سے

جھوٹے نمٹے کلمے بڑھیا پتہ پانی بیٹی تھی
مٹی ہے تو مرجانے دو پہلے بھی کب جیتی تھی
بٹے ہو پیسے دالوں کی
گیہوں کے دالوں کی
ان کا حد سے بڑھا سناٹہ کچھ ہی کم ہے ڈاکے سے
ہر سو رام دھڑاکے سے

★

یوں تو دشمن ہر جگہ ہے لیکن اس قدر نہیں
اسے وطن کی سرزمین

یکلِ مملکتی فضا یہ دھلاؤ حلا گن
ندوں سے پرک دھم پر تپوں کا بانگین
تیری مادیانِ جواں تیرے راستے میں
اسے وطن کی سرزمین

تیری خاک میں بسی ہاں سے دھوگی ہلک
تیرے وہ بیٹا ہی سو رنگوں کی جھلک
ہم میں ہی کسی ربی تجھ میں کچھ کی نہیں
اسے وطن کی سرزمین

نعتوں کے دیباچے جھوک پاس کیوں ہے
تیرے پاس کیا نہیں تو اُماں کیوں ہے
ماں ہوگی وہ خوش ' جو ہے ایسی کہیں!
اسے وطن کی سرزمین

تیری خاک کی نسیم ہم تجھے سہائیں گے
ہر چھپا ہوا ہنسنے رشتوں میں لائیں گے
آنے والے دور کی برکتوں پر رکھیں
اسے وطن کی سرزمین



یونیا دورنگی ہے

ایک طرف سے نیم اندھے ایک طرف سے نگہ

ایک طرف اندھی دولت کی پاگل عیش پرستی

ایک طرف جموں کی قیمت روٹی سے کی سستی

ایک طرف ہے سونا گاہی ایک طرف چورنگی ہے

یونیا دورنگی ہے

آدمے مژدہ پرندہ پرستا آدمے مژدہ چرپی

آدمے تن پر کوڑے دے دینے آدمے تن پر سیر

آدمے گھر میں خوشحال ہے آدمے گھر میں نگہ

یونیا دورنگی ہے

انھے اور نگہ بھلے سر پر دھوئے گند

وامیں ہاتھ سے سبکشا لگے بائیں سے بے چند

ایک طرف بھنڈا رچا ہے ایک طرف بھک گئی ہے

یونیا دورنگی ہے

ایک سنگم پر لانی ہوگی دکھ اور شکو کی دھارا

نئے سرے سے کتا ہوگا دولت کا بٹوارا

جب تک اونکے اور اینکے ہے باقی ہر شے بے ہوگی

یونیا دورنگی ہے



ختم شد

